© rasailojaraid.com

حسن البنا پر ربانی اکرام و دنیاوی الزام

محمد مہدی عاکف ○

○ سوال: امام حسن البنا کی ولادت کے سو سال پورے ہونے پر آپ امام کے ساتھ گزرے ہوئے ایام کے بارے میں کچھ کہنا پسند کریں گے؟

● جواب: مجھے اس محبوب اور معزز ہستی کے ساتھ آٹھ سالہ رفاقت کا اعزاز حاصل ہے۔

اگر چہ میں اس وقت نوعمر تھا لیکن ۱۹۴۳ء میں جب میں نے ہوش سنبھالا اور تحریک کے ساتھ وابستہ طلبہ کے ساتھ مل کر مجھے کام کرنے کا موقع ملا۔ اس وقت ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہیں ہوتی تھی، جب ہم طلبہ ہر جمعرات کو محترم امام کا وہ خصوصی لیکچر سننے کے لیے جایا کرتے تھے، جو وہ طلبہ کے لیے ارشاد فرماتے تھے، اور پھر ہم ان سے ملنے کا موقع پاتے تھے۔ امام نے نہایت ہی سادہ، آسان اور دل نشین اسلوب میں ہمیں زندگی کے مقصد سے روشناس کیا۔ آپ نے ہمیں اسلامی فکر اور اسلامی دعوت کا تحفہ دیا، آپ کی پیاری پیاری نصیحتوں کی بدولت آج بھی ہمارے دل آپ کی محبت سے لبریز ہیں۔

آپ کے ہر جملے اور ہر عمل میں ہمارے لیے درس تھا۔ آپ نے ہمیں نظم و نسق، جہدِ مسلسل، وقت کی پابندی اور اس کی قدر و قیمت اور اسلامی اخلاقیات کی تعلیم دی۔ ان کے یہ ناقابلِ فراموش الفاظ آج تک میرے ذہن میں تازہ ہے: ''میں آپ کو علم، ثقافت اور اخلاق کے میدان میں صرف برتر اور ماہر ہی نہیں، بلکہ دوسروں سے ممتاز اور ممتاز تر دیکھنا چاہتا ہوں''۔

○ مرشد عام اخوان المسلمون، مصر۔ ترجمہ: فصیح اللہ عبدالباقی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپ ہم میں سے کم و بیش ہر فرد کو پوری تفصیل کے ساتھ جانتے تھے۔ مجھے آج تک یاد ہے کہ میرے بارے میں آپ کو یہ بات تک معلوم تھی کہ ہم دس بہن بھائی ہیں اور آپ کے علم میں یہ بھی تھا کہ میرے والد صاحب بڑے سخت مزاج ہیں، جو رات آٹھ بجے کے بعد اپنے بچوں کو گھر سے باہر رہنے کی قطعاً اجازت نہیں دیتے۔ چنانچہ آٹھ بجنے سے پہلے ہی آپ مجھے بڑی شفقت سے متنبہ فرمایا کرتے تھے، تاکہ میرے والد صاحب مجھ پر ناراض نہ ہوں۔ آپ بڑے عمدہ اور صائب الرائے انسان تھے۔ چنانچہ آپ بخوبی جانتے تھے کہ ہم طلبہ کے لیے دوران طالب علمی کون سی چیزیں لازمی ہیں۔ آپ ٹوٹ کر ہم سے پیار کرتے تھے۔

مجھے یاد ہے کہ جب میں فزیکل ایجوکیشن انسٹی ٹیوٹ کا طالب علم تھا تو آپ نے مجھے بلایا اور مسافر طلبہ کے لیے ایک گھر کا بندوبست کرنے کی ذمہ داری سونپی۔ الحمدللہ آپ کی خواہش کے عین مطابق میں نے دو گھر کرائے پر حاصل کر کے اخوان کے مسافر طلبہ کے لیے قیام گاہ کا انتظام کیا۔ چنانچہ قاہرہ شہر میں یہ دارالاقامہ ہر لحاظ سے ایک مثالی تربیتی مرکز بن گیا، جس میں ہم، مقیم طلبہ کی تعلیم و تربیت اور ورزش وغیرہ کا باقاعدہ انتظام کیا کرتے تھے۔

اخوانی نوجوان رہایش کے لیے مناسب اور صاف ستھرا مکان پسند کیا کرتے تھے، تاکہ پڑھائی اور اسباق کی دہرائی میں کسی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ استاد حسن البنا ایک سیدھے سادے اور بے تکلف انسان تھے۔ آپ کا رعب اور ہیبت آپ سے دوری کا نہیں بلکہ آپ سے قرب و محبت کا باعث ہوا کرتا تھا۔

○ امام البنا کے کس رویے نے آپ کو از حد متاثر کیا ہے؟

● فلسطین کے حوالے سے ان کا قوی اور جری موقف آپ کی زندگی کا ایک ممتاز اور نمایاں باب ہے۔ آپ ہمیشہ جہاد فلسطین کا تذکرہ فرماتے تھے اور اپنے فلسطینی بھائیوں کے ساتھ ہمدردی اور تعاون کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ فلسطین کے ساتھ آپ کے گہرے تعلق نے ہمیں از حد متاثر کیا۔ اسی طرح ابتدائی ایام میں یونی ورسٹی میں اخوان کے پرجوش نوجوان ساتھی، کمیونسٹوں کے ساتھ سختی سے پیش آتے تھے۔ لیکن امام البنا ہمیں ہمیشہ اس رویہ سے منع فرماتے اور کہتے کہ: ''پہلے مارکس کے نظریات کا مطالعہ کر کے اس کو ذہن نشین کریں، اس کے بعد دلیل کی بنیاد پر اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے مقابلے کے لیے میدان عمل میں آئیں''۔ چنانچہ اس عمل پہ عجب صورت سامنے آئی کہ اشتراکیت کا مطالعہ کر کے ہمیں کمیونسٹوں سے زیادہ کارل مارکس کے افکار سے واقفیت ہوگئی۔ اس سلسلے میں آپ ہمیشہ ہم جوانوں کو اس بات کی وصیت فرمایا کرتے تھے کہ: ''فکر کا مقابلہ فکر ہی کرسکتی ہے''۔ اس لیے ہم نے سنجیدگی کے ساتھ مختلف افکار کا مطالعہ کیا، جس کے نتیجے میں ہم اس قابل ہوئے کہ اخوان کی فکر کو ایک ممتاز اور کامیاب اسلوب کے ساتھ لوگوں کے سامنے رکھ سکیں۔

○ بعض حلقوں نے امام البنا پر اعتراض کیا کہ وہ دوسری مصری پارٹیوں کے بارے میں منفی راے رکھتے تھے۔ اس اعتراض کی حقیقت کیا ہے؟

● اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت کی سیاسی جماعتوں پر امام اعتماد نہیں کیا کرتے تھے۔ بنیادی وجہ یہ تھی کہ اس وقت کی اکثر سیاسی پارٹیاں یا تو براے نام تھیں یا پھر فساد زدہ 'وفد پارٹی' سے علیحدہ ہوئی تھیں، اور اسی کے نظریات کی حامل تھیں۔ ان کے علاوہ سیاسی جماعتیں نہ تو کوئی واضح پروگرام اور طریق کار رکھتی تھیں اور نہ کسی متعین ہدف کی حامل تھیں۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود آپ ہم جوانوں کو عباس محمود عقاد، محمود شاکر اور محب الدین الخطیب وغیرہ کی مجالس میں بیٹھنے اور ان سے استفادہ کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ اگرچہ بسا اوقات ایسے بھی ہوتا کہ محمود شاکر اور عقاد ہمیں گالیاں دیا کرتے تھے، لیکن ہم یہ سب سن کر ان کے ساتھ بحث و مباحثہ کرتے، ان کو مدلل جوابات دیا کرتے تھے اور بعض پہلوؤں سے اپنے کمزور دلائل کو مطالعے سے بہتر بناتے تھے۔

○ بعض معترضین اخوان پر شدت پسندی کا الزام عائد کرتے ہیں اور خازن دار☆ کے واقعے کو بطور مثال پیش کرتے ہیں؟

● یہ لوگ درحقیقت اخوان کی دعوت سے بے خبر ہیں، امام حسن البنا کوئی ڈھکی چھپی شخصیت نہیں، بلکہ آپ کی شان دار تاریخ، متوازن طریق کار اور واضح لائحہ عمل سب کے سامنے

☆ مصری جج جسٹس احمد خازن دار ۲۲ مارچ ۱۹۴۸ء کو قتل ہوگئے تھے۔ اس سے پہلے انھوں نے اخوان کے متعدد افراد کو کڑی سزاؤں کا فیصلہ سنایا تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے۔ افراد سازی، گھریلو تربیت اور پھر معاشرے کو اسلام کے سانچے میں ڈھالنا ایک ایسا پروگرام ہے جس کو آپ نے سوچ سمجھ کر ایک منطقی تسلسل کے مطابق وضع کیا۔

جہاں تک خازن دار کے واقعے کا تعلق ہے، تو امام حسن البنا نے اس قتل کی شدید مذمت کی تھی اور اس سے اخوان کی براءت کا اعلان کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اخوان کسی بھی قسم کے تشدد پر یقین نہیں رکھتے بلکہ تبدیلی اور انقلاب کے لیے مضبوط اور واضح موقف کے ساتھ وہ حکومتی اداروں میں بڑی حد تک صلح آمیز تبدیلی پر یقین رکھتے ہیں۔

○ امام حسن البنا کو قتل کرنے سے پہلے بہت سارے اخوانی رہنما پابند سلاسل کر دیے گئے، جب کہ خود انھیں نہیں گرفتار کیا گیا۔ اس واقعے کے حوالے سے آپ کچھ بتانا پسند فرمائیں گے؟

● یہ ایک واضح عالمی سازش تھی جس میں امریکہ سمیت انگریز اور فرانس شریک تھے۔ ۱۹۴۸ء کے جہاد فلسطین (جس میں اخوانی مجاہدین نے عظیم کارنامے انجام دیے) سے واپسی پر نقراشی پاشا نے اخوان المسلمون کو کالعدم قرار دے دیا، تاکہ وہ صہیونیوں کے ساتھ صلح کے معاہدے کا اعلان کر سکیں۔ واضح رہے کہ اخوان کے جتنے مجاہدین بھی فلسطین میں جہاد کے لیے گئے تھے، انھوں نے صرف اور صرف صہیونیوں کے خلاف کارروائیاں کی تھیں، کسی بھی مصری یا فلسطینی باشندے کو انھوں نے کوئی گزند نہیں پہنچائی۔

نقراشی نے اخوان کو تحلیل کر کے اخوان کے ہزاروں کارکنوں کو گرفتار کر لیا، اس وقت اگر اخوان مزاحمت کرنا چاہتے تو بھرپور مزاحمت کر سکتے تھے، لیکن روز اوّل سے ہی تشدد اور قتل اخوان کا طریق کار نہیں ہے، اور نہ اخوان، حکومت کے خلاف بغاوت یا تختہ الٹنے کا کوئی ارادہ رکھتے تھے۔ بلکہ جب اخوان کو کالعدم قرار دیا گیا اور ان سے کہا گیا کہ جہاد کے دوران حاصل کیا جانے والا اسلحہ ہمارے حوالے کر دو تو بلاتامل انھوں نے اپنا اسلحہ حکومت کے سپرد کر دیا۔ اس دوستانہ تعاون کے فوراً بعد حکومت نے مجاہدین کو گرفتار کر کے جیلوں میں ڈال دیا۔

○ جماعت کب اور کیسے دوبارہ بحال کی گئی؟

● ۱۹۵۱ء میں جماعت نے دوبارہ منظم طریقے سے بلکہ پہلے سے کئی گنا بڑھ کر اپنی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ استاد حسن الہضیبی جماعت کے نئے مرشد عام منتخب ہوئے۔ اب مصر بھر میں اخوان کو ایک منظم قوت کے طور پر مانا جانے لگا اور مصر کے اطراف و اکناف میں اخوان کی شاخیں قائم ہوگئیں اور انھوں نے تربیتی، علمی، ثقافتی، سیاسی، سماجی غرض سارے میدانوں میں منصوبہ بندی کے ساتھ اپنی سرگرمیاں بحال کردیں۔

○ جولائی ۱۹۵۲ء کے انقلاب کے بعد حالات نے کیا رخ اختیار کیا؟

● یہ ایک تفصیل طلب موضوع ہے جس پر گفتگو تفصیل کی متقاضی ہے۔ اس وقت ملک کی سیاسی صورت حال بدترین تھی۔ پوری قوم بادشاہ اور حکمران ٹولے کے بے سروپا تصرفات اور قومی مفادات کے منافی اقدامات سے تنگ آکر سراپا احتجاج بن چکی تھی۔ فوج کا موقف بھی حکومت کے خلاف تھا۔ چنانچہ فوج نے حکمرانوں کے خلاف فوجی بیرکوں میں محمد نجیب کی قیادت میں ایک نظام تشکیل دیا، انھی دنوں غیرملکی قوتوں کے ساتھ نہر سویز کی مشہور لڑائی بھی رونما ہوئی، جس میں مصری قوم نے انگریزی فوج اور ان کے حامیوں کے خلاف جنگ میں شریک ہوکر بیرونی تسلط یکسر مسترد کرنے کا اعلان کیا۔ جس کے نتیجے میں ۲۶ جنوری کو قاہرہ کو جلانے کی مذموم سازش عمل میں لائی گئی۔ لیکن اس کے باوجود انگریزوں اور حکومتی فساد کے خلاف مزاحمت کو خاموش نہ کیا جاسکا۔ یہاں تک کہ مصطفیٰ نحاس پاشا کو حکومت چھوڑنا پڑی۔ بعدازاں ۲۳ جولائی کو فوجی انقلاب عمل میں آیا، جس میں اخوان نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔

انقلاب کی کامیابی میں پوری مصری قوم کی اس خواہش کو بنیادی اہمیت حاصل تھی، جو حکمران طبقے سے تنگ آکر کسی تبدیلی کی خواہش مند تھی۔ آغاز میں انقلابی قیادت اور اخوان کے تعلقات بہت اچھے تھے۔ بعد میں فوج نے متفقہ پروگرام کی دفعات کو پس پشت ڈالنا شروع کردیا۔ چنانچہ اس وقت کے مرشد عام استاد حسن الہضیبی نے انقلابی کونسل کی توجہ ان چھے متفقہ نکات کی طرف مبذول کرائی، جس میں احترام آزادی، دستور کی پاسداری، اسلامی نظام کا نفاذ اور احترام آدمیت شامل تھے۔ لیکن انھوں نے اس پر کوئی توجہ نہ دی، بلکہ اسی مطالبہ کو اخوان کے ساتھ اختلافات کی بنیاد بناکر ان کے خلاف سازشیں شروع کردیں اور بالآخر جنوری ۱۹۵۴ء کو وہ دن بھی آپہنچا جب ایک بار پھر اخوان کو کالعدم قرار دے دیا گیا۔ اخوان کے ہزاروں لوگوں کو مختلف جیلوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں پابند سلاسل کردیا گیا۔ یہ حالت زیادہ دیر تک نہ رہی۔ جلد ہی انقلابی کونسل کی قیادت اختلافات کا شکار ہوگئی اور جنرل نجیب کو معزول کردیا گیا۔ بعد ازاں شاہ سعود کی وساطت سے اخوان اور انقلابی کونسل کے درمیان کسی حد تک ایک مفاہمت ہوگئی اور مارچ ۱۹۵۴ء سے اخوان نے دوبارہ اپنی سرگرمیوں کا باقاعدہ آغاز کردیا۔ لیکن چند دن گزرے تھے کہ اسکندریہ کے قریب منشیہ نامی جگہ پر عبدالناصر پر قاتلانہ حملے کا ڈراما رچایا گیا اور اس کو اخوان کے سر تھوپا گیا۔ ایک بار پھر اخوان کے ہزاروں لوگ جیلوں میں بند کردیے گئے، ان پر فوجی اور سول عدالتوں میں مقدمات چلائے گئے، جس کے نتیجے میں اخوان کی چھے عظیم شخصیات، عبدالقادر عودہ، محمد فرغلی، ابراہیم طیب، یوسف طلعت، محمود عبداللطیف اور ہنداوی دویر کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا، انا للّٰہ و انا الیہ رٰجعون!

○ حسن البنا کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے آخرت کی کامیابی کا درس دینے کے بجائے دنیا پر اثر انداز ہونے کی کوشش کی، جوکہ غیر مذہبی رویہ ہے؟

● یہ اعتراض ناسمجھی پر مبنی ہے۔ یہ دنیا، آخرت سے جڑی ہوئی ہے اور کسی لحاظ سے بھی جدا نہیں ہے۔ ہم اس دنیا میں کوئی بھی ایسی حرکت نہیں کرتے جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ راضی یا ناراض نہ ہوتا ہو۔ آپ نے یہ بھی سنا ہوگا کہ لوگ کہتے ہیں: امام حسن البنا شہید ہوگئے، لیکن آپ جانتے ہیں کہ ان کی فکر اور ان کی برپا کی ہوئی تحریک ابھی تک زندہ ہے، ہر جگہ ان کے شاگرد موجود ہیں۔ یہ درحقیقت اس دعوت کی سچائی، خوب صورتی، اس کی عظمت اور ان کی دعوت پر لوگوں کے یقین کی روشن دلیل ہے۔ ہم چالیس کے عشرے میں جب یونی ورسٹی میں پڑھتے تھے، اگرچہ اس وقت ہماری تعداد بھی کم تھی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم نے اس پروگرام، اس منہج اور طریق کار کی پوری طرح حفاظت کی ____ اسلام کو امام حسن البنا نے بڑے واضح، سادہ اور عام فہم انداز میں ایک مکمل ضابطہ حیات کے طور پر پیش فرمایا جو زندگی کے تمام شعبوں، ثقافتی، علمی، فقہی، تربیتی، فنی اور کھیل پر محیط ہے۔ اس لیے اگرچہ آج وہ ہم سے رخصت ہوچکے ہیں لیکن ان کی فکر، ان کے مستقبل کے لائحہ عمل اور پروگرام کو لے کر آگے بڑھنے والے الحمدللہ دنیا کے ہر کونے میں موجود ہیں۔

***

© rasailojaraid.com